مذہبی آزادی کا نظریہ شریعت و عقل کی روشنی میں

مجیب: ابو احمد محمد انس رضا عطاری

مصدق: مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری

فتوی نمبر: Lhr-12902

تاریخ اجراء: 19 ذوالقعدہ 1445ھ / 28 مئی 2024ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ زید بین المذاہب ہم آہنگی کے تحت مندرجہ ذیل نظریات رکھتا ہے:

☆ ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب یا عقیدے کو تبدیل کرنے اور پبلک میں یا نجی طور پر، تنہا یا دوسروں کے ساتھ مل جُل کر عقیدے کی تبلیغ، عمل، عبادت اور مذہبی رسمیں پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔

☆ اپنے ذاتی عقائد رکھنا، اپنا ذاتی مذہب رکھنا، کوئی بھی مذہب نہ رکھنا، یا مذہب کو تبدیل کر لینا ہم سب کا حق ہے۔

☆ وہ مذہبی، غیر مذہبی اور لا مذہبی تمام اعتقادات کی حفاظت کو ضروری سمجھتا ہے، نیز اُن لوگوں کی حفاظت کو بھی ضروری جانتا ہے، جو کسی قسم کا یقین یا عقیدہ نہیں رکھتے۔

☆ وہ سوچ و فکر، فہم و اِدراک، مذہب اور عقیدے کی آزادی کو تحفظ فراہم کرنے کا اور اس بات کو یقینی بنانے کا عہد کر چکا ہے کہ ہر انسان کسی بھی قسم کے جُرمانے / ہرجانے یا ظلم کے خوف سے آزاد ہو کر اپنے عقائد کو تبدیل کر سکے یا اگر چاہے تو کوئی عقیدہ نہ رکھے (یعنی دہریہ / ملحد ہو جائے)۔

☆ وہ عہد کر چکا ہے کہ 'مذہب و عقیدے کے انتخاب کی آزادی' کا دفاع کرنے والوں کی حمایت کے لیے بھرپور آواز اٹھائے گا، مذہب اور عقیدے کے حوالے سے با اثر افراد / رہنماؤں کو اپنے ساتھ شامل کرے گا، مستقبل کی باگ ڈور سنبھالنے والوں بالخصوص نوجوانوں کو (مذہب و عقیدے کے انتخاب کی آزادی سے) متاثر کرے گا اور اس پر منظم عمل درآمد یقینی بنانے کے لیے عالمی سطح پر کئی مختلف اتحاد / شراکت داریاں قائم کرے گا۔

☆وہ عہد کر چکا ہے کہ ایسی ہر قسم کی حق تلفی یا ظلم کے خلاف جنگ کرے گا جو نوجوانوں کو 'مذہب و عقیدے کے انتخاب کی آزادی' سے روکتا ہو۔

☆وہ عہد کر چکا ہے کہ آن لائن بھی انسانی حقوق کی حفاظت کرے گا اور 'مذہب و عقیدے کے انتخاب کی آزادی' بھی اس میں شامل ہو گی تاکہ ہر فرد وہ مذہب منتخب کر سکے جو آن لائن (انٹرنیٹ کی) دنیا پیش کرتی ہے اور جس کو فرد اپنے لیے مثبت و فائدہ مند جانتا ہو۔

زید کے ان نظریات پر اسلام کیا کہتا ہے؟

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

بیان کردہ زید کے نظریات بالکل باطل ہیں اور ان عقائد کا بطلان عقلی اور نقلی دونوں اعتبار سے ہے۔ ایسے نظریات رکھنے والا اگر خود کو مسلمان کہلوانے والا ہو، تو وہ مسلمان نہ رہے گا۔ زید کے جو عہد بیان کیے گئے ہیں یہ کوئی اچھائی نہیں، بلکہ برائی کی دعوت اور بُرے کاموں میں معاونت کے ساتھ ساتھ بغاوت ہے اور زید ایک باغی شخص ہے۔

اللہ عزوجل نے واضح طور پر قرآن پاک میں دیگر اَدیان کو باطل قرار دیتے ہوئے اسلام کو حق مذہب قرار دیا ہے، چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے﴿اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ﴾ ترجمہ کنزالایمان: ”بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔“ (سورہ آل عمران، آیت 19)

دین اسلام ایک مکمل دین ہے، جس میں وہ تمام خوبیاں ہیں جو ایک کامل دین میں ہونی چاہییں، اب دیگر اَدیان کو نہ اچھا سمجھنے کی اجازت ہے اور نہ ہی ان میں کوئی ایسی اچھائی ہے، جو اسلام میں نہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے﴿اَلۡیَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِیۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡكُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا﴾ ترجمہ کنزالایمان: ”آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔“ (سورۃ المائدہ، آیت 3)

اب خود کو مسلمان کہلوانے والا کسی دوسرے دین کی طرف جھکے، وہ دوزخ میں جائے گا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:﴿وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡهُ وَهُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ﴾ ترجمہ کنزالایمان: ”اور جو

اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا، وہ ہر گز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے۔" (سورہ آل عمران، آیت 85)

کثیر احادیث میں مشرکین سے مشابہت کرنے، شرک کرنے سے منع کیا اور دیگر مذاہب کے بارے میں یہ عقیدہ دیا کہ وہ ان میں جانے کو ایسا ناپسند کرے جیسے آگ میں جانے کو ناپسند کرتا ہے، چنانچہ بخاری و مسلم کی حدیث پاک ہے: "وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: مَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللهُ مِنْهُ كَمَا يكره أن يلقى فِي النَّار" ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس میں تین خصلتیں ہوں وہ ایمان کی لذت پالے گا: اللہ عزوجل اور رسول علیہ السلام تمام چیزوں سے زیادہ پیارے ہوں؛ جو بندے سے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے؛ جو کفر میں لوٹ جانا جبکہ رب نے اس سے بچالیا ایسا بُرا جانے جیسے آگ میں ڈالا جانا۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب: من کرہ أن یعود فی الکفر کما یکرہ أن یلقی فی النار من الإیمان، جلد 1، صفحہ 13، حدیث 21، دار طوق النجاۃ، مصر) (صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال من اتصف بھن وجد حلاوۃ الإیمان، جلد 1، صفحہ 66، حدیث 67، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

یہ بات یاد رہے کہ عقائد میں انسان کو انتخاب (Choice) نہیں دیا گیا کہ جو مرضی عقیدہ اپنا لو یا دین کو ترک کر کے مُلحِد بن جاؤ اور اسے اپنی آزادی جانو، بلکہ ہر انسان پر لازم قرار دیا گیا کہ وہ مذہب اسلام کو اپنائے اور دیگر مذاہب کو باطل جانے۔

جو شخص دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین اختیار کرے یا بے دین ملحد ہو جائے، تو شریعت اسلامیہ میں اس کی سزا قتل ہے۔ سنن نسائی کی حدیث پاک ہے: "عن انس ان علیا اتی بناس من الزط یعبدون وثنا فاحرقھم، فقال ابن عباس انما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من بدل دینہ فاقتلوہ" ترجمہ: حضرت انس سے روایت ہے کہ حضرت علی کے پاس زط (ایک علاقہ) کے کچھ لوگ لائے گئے جو (اسلام لانے کے بعد) بتوں کی پوجا کرتے تھے، آپ نے ان کو آگ میں جلا دیا۔ اس پر حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جائے، اس کو قتل کر دو۔ (سنن نسائی، الحکم فی المرتد، جلد 7، صفحہ 105، مکتب المطبوعات الإسلامیہ، حلب)

موطا امام مالک میں ہے: ”عن زید بن اسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من غیّر دینه فاضربوا عنقه “ترجمہ: حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اسلام چھوڑ کر دوسرا دین اپنائے، اس کی گردن کاٹ دو۔ (موطا امام مالک، القضاء في من ارتد عن الإسلام، جلد 4، صفحہ 1065، مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية، أبوظبي)

زید اور اس جیسے لوگوں کا شبہ:

عام طور پر زید جیسے آزاد خیال اور اسلام دشمن عناصر، ملاحدہ اور زنادقہ سیدھے سادھے مسلمانوں اور سادہ لوح انسانوں کو ذہنی تشویش اور شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے اور انہیں اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ سوچنے کی بات ہے کہ ایک انسان اپنا آبائی مذہب تبدیل کرنے پر کیوں مجبور ہوتا ہے؟ یقیناً اس کو اپنے دین ومذہب میں کوئی کمی کوتاہی یا نقص نظر آیا ہوگا، جبھی تو وہ اس انتہائی اقدام پر مجبور ہوا ہے؟ لہٰذا جب کوئی شخص غور وفکر کے بعد اسلام کو اپنا سکتا ہے، تو دلائل وبراہین کی روشنی میں وہ اس کو چھوڑنے کا حق بھی رکھتا ہے، پس اس کی تبدیلیٔ مذہب پر قدغن کیوں لگائی جاتی ہے؟

شبہ کا جواب:

بظاہر یہ سوال معقول نظر آتا ہے، جبکہ حقائق اس سے یکسر مختلف ہیں، چنانچہ اگر اس پر غور کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ ارتداد کی وجہ اسلام میں کسی قسم کا نقص یا کمی کوتاہی نہیں ہے؛ بلکہ اس کے پیچھے اسلام دشمنوں کی ایک منظم سازش ہے، اور وہ یہ کہ اسلام دشمنوں کی روزِ اوّل سے یہ سعی وکوشش رہی ہے کہ کسی طرح حق کے متلاشیوں کو صراط مستقیم سے پھسلا کر ضلال وگمراہی کے گہرے غاروں میں دھکیل دیا جائے، چنانچہ شروع میں تو انھوں نے کُھل کر اپنے اس مشن کو نبھانے کی کوشش کی، مگر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی بن کر دنیا میں تشریف لائے، تو آپ کے نور نبوت کے سامنے باطل نہ ٹھہر سکا، تو ائمہ کفر وضلال نے نفاق کی چادر اوڑھ کر اس کے خلاف زیرِ زمین سازشوں کا جال بُننا شروع کر دیا، چنانچہ صبح کو وہ اپنے آپ کو مسلمان باور کراتے تو شام کو اسلام سے بیزاری کا ڈھونگ رچا کر مسلمانوں کو اسلام سے بدظن کرنے کی سازش کرتے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَ اكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ﴾ ترجمہ کنز

الایمان: ”اور کتابیوں کا ایک گروہ بولا وہ جو ایمان والوں پر اترا صبح کو اس پر ایمان لاؤ اور شام کو منکر ہو جاؤ شاید وہ پھر جائیں۔“ (سورہ آل عمران، آیت 72)

گویا وہ یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ اگر اسلام میں کوئی کشش یا صداقت ہوتی تو سوچ سمجھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے اس سے باہر کیوں آتے؟ یقیناً جو لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد اسے خیر باد کہہ رہے ہیں، انہوں نے ضرور اس میں کوئی کمی، کجی یا کمزوری دیکھی ہو گی؟

حالانکہ جن لوگوں نے اسلامی احکام و آداب کا مطالعہ اور غور و فکر کر کے اسے قبول کیا اور نبی امی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا، تاریخ گواہ ہے کہ ان میں سے کبھی کسی نے اس سے بیزاری تو کیا اس پر سوچا بھی نہیں، جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث ”ہرقل“ میں حضرت ابو سفیان اور ہرقل کے مکالمہ میں اس کی وضاحت و صراحت موجود ہے، چنانچہ جب ہرقل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ ملنے پر ابو سفیان سے، جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے حریف تھے، یہ پوچھا کہ: ”ھل یرتد احد منھم عن دینه بعد ان یدخل فیه سخطةً له؟ قال: لا“ ترجمہ: ہرقل نے ابو سفیان سے پوچھا کہ کیا اسلام قبول کرنے والوں میں سے کوئی اس کو ناپسند کر کے یا اس سے ناراض ہو کر مرتد بھی ہوا ہے؟ ابو سفیان نے کہا: نہیں۔

پھر اسی حدیث کے آخر میں ہرقل نے اپنے ایک ایک سوال اور ابو سفیان کے جوابات کی روشنی میں اس کی وضاحت کی کہ میں اپنے سوالوں اور آپ کے جوابات کی روشنی میں، جن نتائج پر پہنچا ہوں، وہ یہ ہیں ”وسائلتک ھل یرتد احد منھم عن دینه بعد ان یدخل فیه سخطة، فزعمت ان لا، وکذلک الایمان اذا خالط بشاشة القلوب“ ترجمہ: اور میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ کیا اسلام قبول کرنے والوں میں سے کوئی شخص اسلام سے ناراض ہو کر یا اس سے متنفر ہو کر کبھی مرتد ہوا ہے؟ تو آپ نے کہا تھا کہ ایسا نہیں ہوا، تو سنو! یوں ہی ہے کہ شرح صدر کے ساتھ جب ایمان کسی کے دل میں اتر جاتا ہے، تو نکلا نہیں کرتا۔ (صحیح البخاری، کیف کان بدء الوحي إلى رسول الله صلی الله علیه وسلم؟، جلد 1، صفحہ 8، دار طوق النجاہ، مصر)

چونکہ اسلام جبر و تشدد کا مذہب نہیں اور نہ ہی کسی کو جبراً و قہراً اسلام میں داخل کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: ﴿لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ﳜ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ﴾ ترجمہ کنز الایمان: ”کچھ زبردستی نہیں دین میں بے شک خوب جدا ہو گئی ہے نیک راہ گمراہی سے۔“ (سورۃ البقرہ، آیت 256)

لیکن اس کا یہ معنیٰ بھی نہیں کہ جو شخص برضا و رغبت اسلام میں داخل ہو جائے اور اسلام قبول کر لے، اسے مرتد ہونے کی بھی اجازت دے دی جائے، یہ بالکل ایسے ہے جیسے ابتداءً فوج میں بھرتی ہونے کے لیے کوئی جبر اور زبردستی نہیں کی جاتی، لیکن اگر کوئی شخص اپنی رضا و رغبت سے فوج میں بھرتی ہو جائے، تو اب اسے اپنی مرضی سے فوج سے نکلنے یا دشمن ملک کا فوجی بننے کا اختیار نہیں ہوتا۔ اگر فوج کا یہ قانون جائز ہے، تو اسلام کا یہ دستور کیونکر جائز نہیں؟

اس کے علاوہ عقل و شعور کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جو شخص اپنی مرضی اور رضا و رغبت سے اسلام میں داخل ہو جائے اسے اسلام سے برگشتگی اور مرتد ہونے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے، کیونکہ بالفرض اگر نعوذ باللہ! کسی کو اسلام یا اسلامی تعلیمات میں کوئی شک و شبہ تھا، تو اس نے اسلام قبول ہی کیوں کیا تھا؟ لہٰذا ایسا شخص جو اپنی مرضی اور رضا و رغبت سے اسلام میں داخل ہو چکا ہے، اب اسے مرتد ہونے کی اس لیے اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ اسلام چھوڑ کر نہ صرف اپنے دین و مذہب کو بدلتا ہے، بلکہ اس قبیح اور بدترین فعل کے ذریعہ وہ دین و شریعت، اسلامی تعلیمات، اسلامی معاشرہ کو داغدار کرنے، اسلامی تعلیمات کو مطعون و بدنام کرنے اور نئے مسلمان ہونے والوں کی راہ روکنے کی بدترین سازش کا مرتکب ہوا ہے، اس لیے اسلام قبول کرنے سے پہلے اس کی مثال کھلے کافر کی تھی، لیکن اب اس کی حیثیت اسلام کے باغی کی ہے، اور دنیا کا مسلمہ اصول ہے کہ جو شخص کسی ملک کا شہری نہ ہو اور وہ اس ملک کے قوانین کو تسلیم نہ کرے تو اسے اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا، لیکن جب کوئی شخص کسی ملک کی شہریت اپنا لے تو اسے اس ملک کے شہری قوانین کا پابند کیا جائے گا، چنانچہ اگر کوئی خودسر کسی ملک کی شہریت کا دعویدار بھی ہو اور اس کے احکام و قوانین اور اصول و ضوابط کے خلاف اعلانِ بغاوت بھی کرے تو اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ برطانوی قانون کے مطابق کوئی شخص خواہ پیدائشی رعایائے برطانیہ ہو یا باختیارِ خود برطانوی رعایا میں داخل ہوا ہو، ازروئے قانون یہ حق نہیں رکھتا کہ مملکت برطانیہ کی حدود میں رہتے ہوئے کسی دوسری قومیت کو اختیار کر لے اور اس کی مخالف کسی دوسری اسٹیٹ کی وفاداری کا حلف اٹھائے۔ یہ حق اسے صرف اس صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جبکہ وہ برطانوی حدود سے باہر مقیم ہو۔ نیز برطانوی حدود سے باہر مقیم ہونے کی صورت میں بھی رعایائے برطانیہ کا کوئی فرد (خواہ وہ پیدائشی رعیت ہو یا رعیت بن گیا ہو) یہ حق نہیں رکھتا کہ حالتِ جنگ میں برطانوی قومیت ترک کر کے کسی ایسی قوم کی قومیت اور کسی ایسی اسٹیٹ کی وفاداری اختیار کر لے جو شاہِ برطانیہ سے برسرِ جنگ ہو۔ یہ فعل برطانوی قانون کی رو سے غدرِ کبیر ہے جس کی سزا موت ہے۔

یونہی برطانوی رعایا میں سے جو شخص بھی برطانوی حدود کے اندر یا باہر رہتے ہوئے بادشاہ کے دشمنوں سے تعلق رکھے اور ان کو مدد اور آسائش بہم پہنچائے یا کوئی ایسا فعل کرے جو بادشاہ کے دشمنوں کو تقویت پہنچانے والا یا بادشاہ اور ملک کی قوتِ حملہ و مدافعت کو کمزور کرنے والا ہو وہ بھی غدرِ کبیر کا مرتکب ہے اور اس کی سزا بھی موت ہے۔

یہ بھی قانون ہے کہ بادشاہ، ملکہ یا ولی عہد کی موت کے درپے ہونا یا اس کا تصور کرنا، بادشاہ کی رفیقہ یا اس کی بڑی بیٹی یا ولی عہد کی بیوی کو بے حرمت کرنا، بادشاہ کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا یا نشانہ تاکنا یا ہتھیار اس کے سامنے لانا جس سے مقصود اس کو نقصان پہنچانا یا خوفزدہ کرنا ہو۔ اسٹیٹ کے مذہب کو تبدیل کرنے یا اسٹیٹ کے قوانین کو منسوخ کرنے کے لئے قوت استعمال کرنا، یہ سب افعال بھی غدرِ کبیر ہیں اور ان کا مرتکب بھی سزائے موت کا مستحق ہے۔

امریکہ میں بھی کسی پیدائشی شہری کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ امریکہ کی حدود میں کسی دوسری قومیت کو اختیار کرے اور کسی دوسری اسٹیٹ کی وفاداری کا حلف اٹھائے۔ دنیا کے جس ملک کا بھی قانون آپ اٹھا کر دیکھیں گے وہاں آپ کو یہی اصول کام کرتا نظر آئے گا کہ ایک اسٹیٹ جن عناصر کے اجتماع سے تعمیر ہوتی ہے، وہ ان کو بزور منتشر ہونے سے روکتے ہیں اور ہر اس چیز کو طاقت سے دباتے ہیں جو اس کے نظام کو درہم برہم کرنے کا رجحان رکھتی ہو۔

لہٰذا اگر کوئی شخص کسی ملک، اس کے قوانین وضوابط یا کسی ملک کے سربراہ سے بغاوت کی پاداش میں سزائے موت کا مستحق ہے، تو کیا وجہ ہے کہ اسلام، اسلامی قوانین اور پیغمبر اسلام سے بغاوت کا مرتکب سزائے موت کا مستحق نہ ہو؟

اگر امریکہ کے صدر کا باغی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کرے اور اس کی سازش پکڑی جائے تو اس کی سزا موت ہے اور اس پر کسی کو اعتراض نہیں، روس کی حکومت کا تختہ الٹنے والا پکڑا جائے، تو اس کی سزا موت ہے اور اس پر دنیا کے کسی مہذب قانون اور کسی مہذب عدالت کو کوئی اعتراض نہیں، لیکن تعجب ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی پر اگر سزائے موت جاری کی جائے، تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ سزا نہیں ہونی چاہیے، اسلام تو باغی مرتد کو پھر بھی رعایت دیتا ہے کہ اسے تین دن کی مہلت دی جائے، اس کے شبہات دور کیے جائیں اور کوشش کی جائے کہ وہ دوبارہ مسلمان ہو جائے، معافی مانگ لے تو کوئی بات نہیں، اس کو معاف کر دیا جائے گا، لیکن اگر تین دن کی مہلت اور کوشش کے بعد بھی وہ اپنے ارتداد پر اَڑا رہے، توبہ نہ کرے تو اللہ کی زمین کو اس کے وجود سے پاک کر دیا جائے، کیونکہ یہ ناسور ہے، خدانخواستہ کسی کے ہاتھ میں ناسور ہو جائے تو ڈاکٹر اس کا ہاتھ کاٹ دیتے ہیں، اگر انگلی میں ناسور ہو جائے تو انگلی کاٹ دیتے ہیں اور سب دنیا جانتی ہے کہ یہ ظلم نہیں، بلکہ شفقت ہے، کیونکہ اگر ناسور کو نہ کاٹا گیا تو اس

کا زہر پورے بدن میں سرایت کر جائے گا، جس سے موت یقینی ہے، پس جس طرح پورے بدن کو ناسور کے زہر سے بچانے کے لیے ناسور کو کاٹ دینا ضروری ہے اور یہی دانائی اور عقلمندی ہے، اسی طرح ارتداد بھی ملت اسلامیہ کے لیے ایک ناسور ہے، اگر مرتد کو توبہ کی تلقین کی گئی، اس کے باوجود اس نے اسلام میں دوبارہ آنے کو پسند نہیں کیا تو اس کا وجود ختم کر دینا ضروری ہے، ورنہ اس کا زہر رفتہ رفتہ ملت اسلامیہ کے پورے بدن میں سرایت کر جائے گا۔

مذہبی آزادی کی قباحت اس طور پر بھی سمجھی جاسکتی ہے کہ ایک ملک میں ایک ہی قانون چلتا ہے، اگر کوئی اس رائج قانون کے خلاف دوسرا اپنا بنایا ہوا یا مختلف ممالک کے قوانین کو اکٹھا کر کے ایک نیا قانون بنا کر لوگوں میں اس کی دعوت دے اور اس کے مطابق فیصلے کرنا شروع ہو جائے، تو قانون و حکومت اس کو باغی قرار دے کر اسے سزا دے گی، کیونکہ اس سے ملک کا امن برباد ہو جائے گا۔ یونہی ایک اسلامی معاشرے میں دیگر مذاہب کو عام کرنا اور دین کو ایک مکس مربے کی شکل میں بنانے کی کوشش کرنا انتہائی حماقت ہے۔

ایک اور شبہ:

زید جیسے لوگ یہ شبہ بھی ڈالتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ اور اسی طرح دیگر کفار مذہب کی تبدیلی پر کوئی سزا نہیں دیتے، تو اسلام میں اتنی سختی کیوں ہے؟

شبہ کا جواب:

یہودی، عیسائی یا دوسرے مذاہب کے لوگ اپنا مذہب بدلیں، تو ان پر سزائے ارتداد کیوں جاری نہیں کی جاتی؟ اصولی طور پر ہم اس سوال کا جواب دینے کے مکلف نہیں ہیں؛ بلکہ ان مذاہب کے ذمہ داروں، بلکہ ٹھیکے داروں کا فرض ہے کہ وہ اس کا جواب دیں۔

تاہم قطع نظر اس کے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا یہ طرزِ عمل صحیح ہے یا غلط؟ اتنی بات تو سب کو معلوم ہے کہ دنیائے عیسائیت و یہودیت اگر اپنے مذہب کے معاملہ میں تنگ نظر نہ ہوتی تو آج دنیا بھر کے مسلمان اور امت مسلمہ ان کے ظلم و تشدد کا نشانہ کیوں ہوتے؟

اس سے ذرا اور آگے بڑھیے تو اندازہ ہو گا کہ انبیائے بنی اسرائیل کا قتلِ ناحق ان کی اسی تنگ نظری کا شاخسانہ اور تشدد پسندی کا منہ بولتا ثبوت ہے، ورنہ بتلایا جائے کہ حضراتِ انبیائے کرام کا اس کے علاوہ کون سا جرم تھا؟ اسی طرح

یہودیوں اور عیسائیوں پر فرض ہے کہ وہ بتلائیں کہ حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا علیہما السلام کو کیوں شہید کیا گیا؟ ان معصوموں کا کیا جرم تھا؟ اور کس جرم کی پاداش میں ان کا پاکیزہ اور مقدس لہو بہایا گیا؟

اس کے علاوہ یہ بھی بتلایا جائے کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ کے قتل اور ان کے سولی پر چڑھائے جانے کے منصوبے کیوں بنائے گئے؟

مسلمانوں کو تنگ نظر اور سزائے ارتداد کو ظلم کہنے والے پہلے ذرا اپنے دامن سے حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام اور لاکھوں مسلمانوں کے خونِ ناحق کے دھبے صاف کریں اور پھر مسلمانوں سے بات کریں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

دارالافتاء اہلسنت
DARUL IFTA AHLESUNNAT

www.daruliftaahlesunnat.net
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net